قائداعظم اوراُردو زبان وادب: دریافت وبازیافت

ڈاکٹر محمد اعجاز تبسم

Dr. Muhammad Ijaz Tabassam

Assistant Professor, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Quaid-e-Azam Aur Urdu Zaban-o-Adab is thickly related with eachother. The ideology and struggle of the Quaid-e-Azam reflects his political character, quality of his leadership and strong determination to world the struggle of freedom. In this essay Dr. M. Ijaz Tabasam explains the all steps of struggle taken by Quaid-e-Azam further Independence states for the Muslims of the subcontinent have been discussed and described in the historical perspective of subcontinent. It is highlighted the role of Quaid-e-Azam to overcome the political criticize at that time in the subcontinent, one hand and while the great sacrifice of Quaid-e-Azam is also explain through important events happened in the past history. The purpose of the essay is to bring to light the history of Pakistan's movement accordingly.

۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں اور ہندوؤں کی بالادستی نے جو استحصالی رویہ مسلمانانِ ہند سے روا رکھا وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ہمہ جہت شخصیت کے مالک قائداعظم مسلمانوں کی فکری، ریاستی ا?زادی کے خواہش مند تھے ان کی تمام حیات میں آزادی کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ان کی شخصیت سے اخذ و استفادے کا عمل اُردو ادب میں اب بھی جاری ہے۔ جس سے ادب کا دامن وسعت سے ہم کنار ہوا ہے بلکہ ان کے اعتقادات ونظریات کی ترسیل کے ضمن میں اُردو ادب کے منظوم ومنثور ذخیرے میں قائداعظم کے اوصافِ حمیدہ پر نادرونایاب تخلیقات منظرِ عام پر آئیں۔

قائداعظم محمد علی جناح کی پُر وقار شخصیت، بے نظیر قیادت، لاجواب سیاست، قوم مسلم سے

خلوص و ہمدردی، پاکستان سے فطری عشق، افکار و نظریات، طرزِ حیات، مدو جذر زیست، زندگانی کے درخشاں پہلو، نجی زندگی کے مختلف زاویے، بے مثال کردار، قائداعظم اور ان کے عہد میں برصغیر کی سیاسی زندگی کی داستان اور حصولِ پاکستان کے لیے ان کی جہدِ مسلسل اور شبانہ روز کاوش کو جن مصنّفین، مرتبین، محققین اور مدونین نے اپنے مخصوص اسلوب کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ''قائداعظم اور پاکستان'' ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کی یہ کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن کراچی نے ۱۹۷۶ء میں شائع کی جس میں تصورِ پاکستان کی ابتداء، محمد علی جناح ایک روشن خیال رہنما، جناح کے چودہ نکات، ۱۹۳۷ء کے انتخابات سے قراردادِ پاکستان تک جیسے اہم موضوعات کو زیر بحث لایا گیا۔
- ''قائداعظم اور ان کا عہد، حیاتِ محمد علی جناح'' از رئیس احمد جعفری، مقبول اکیڈمی، لاہور نے ۲۰۱۴ء میں شائع کی۔ یہ کتاب قائداعظم کے عہدِ طفولیت، سیاسی زندگی، میثاقِ لکھنؤ، تحریکِ خلافت و ترکِ تعاون، قائداعظم کی شخصیت، نہرو رپورٹ، گول میز کانفرنس، مجلس احرار اور پاکستان، صوفیائے عظام اور پاکستان، فرقہ شیعہ اور پاکستان، اہل عرب اور پاکستان، کرپس مشن، قائد پر قاتلانہ حملہ، گاندھی جناح ملاقات، شملہ کانفرنس، ضمائم میں پنجاب کی تحریکِ آزادی، تقسیم شدہ پنجاب، تقسیم شدہ بنگال اور ہندو مسلم فسادات اور کانگرس جیسے اہم موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔
- ''سالانہ پروگرام رپورٹ ۱۹۷۶ء'' (قائداعظم صد سالہ جشن ولادت کا سال)، ترتیب و تدوین امجد اسلام امجد، ڈپٹی ڈائریکٹر (ڈرامہ، ادبیات) پنجاب آرٹ کونسل، لاہور نے شائع کی۔
- ''اُجالوں کا سفر'' میں پروفیسر ہارون الرشید تبسم نے قائداعظم پر لکھے گئے مضامین کی ترتیب و تدوین کی ہے۔ اسے القمر انٹر پرائزز نے ۲۰۰۱ء میں لاہور سے شائع کیا۔
- ''پیری میں بھی جواں ہے'' محمد علی جناح، وقار اصغر پیروز کی اس کتاب کو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی آباد نے فروری ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔
- ''قائداعظم: افکار و نظریات'' از صادق حسین طارق، بک سینٹر راولپنڈی، پاکستان، سنہ ندارد نے شائع کی۔
- پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد کی مرتبہ کتاب ''قائد تجھے میرا اسلام'' قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت سینٹر آف ایکسی لینس قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد نے ۲۰۰۷ء میں شائع کی۔
- اسی طرح ''قائداعظم بے مثال شخصیت، درخشاں کردار کی جھلکیاں'' تحقیق و ترتیب از سلیم چودھری، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء میں آپ کی لازوال شخصیت، کردار اور بے مثال قیادت کو موضوع بحث بنایا گیا۔
- ''قائداعظم کے ۷۲ سال'' (۱۸۷۶ء - ۱۹۴۸ء) از خواجہ رضی حیدر، فکشن ہاؤس کراچی،

۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی۔اس میں قائداعظم محمد علی جناح کی زندگی کے تمام درخشاں پہلوؤں کو زیرِ غور لایا گیا ہے۔

• ''حیاتِ قائداعظم'' پروفیسر سعید راشد علیگ کی تالیف ہے۔اس کتاب پر سید اشرف حسین رضوی نے نظرِ ثانی کی جسے بک کارنر جہلم، پاکستان نے فروری ۲۰۱۴ء میں شائع کیا۔

• شیلا ریڈی کی معروف کتاب ''مسٹر اینڈ مسز جناح: ہندوستان کی ایک حیران کن شہزادی'' کا ترجمہ امتیاز پراچہ نے کیا ہے اس کو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے ۲۰۱۷ء میں شائع کیا۔

• ''قائداعظم- چند یادیں چند ملاقاتیں'' آفتاب احمد کی یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں نفطانسہ پبلشرز گلبرگ لاہور سے اشاعت پذیر ہوئی۔ان تحریروں میں استحکامِ ملت،قومی وقار،قومی سالمیت کے لیےان کی کوششیں قابلِ ذکر ہیں۔

اُردو شاعری میں جس طرح ابتداء سے تاریخی و قومی شخصیات کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ قائداعظم کو خراجِ تحسین بھی اسی سلسلے کا تسلسل ہے۔غیر متزلزل ہمت و جرأت، سیاسی بصیرت اور متوازن شخصیت کے مالک،عقیدت ومحبت کا والہانہ اظہار،جہدِ مسلسل،سحر انگیز شخصیت، اُردو رسائل و جرائد ہوں یا اخبارات میں سیر حاصل مضامین،تصنیف و تالیفِ قائد،مفصل اور مجمل انداز میں کئی فن پارے تخلیق ہوئے۔بیش قیمت شعری تخلیقات، اُردو ادب میں جدوجہد آزادی، بصیرتِ قائد ایک طرف آزادی کے تقاضے،حب الوطنی،ترقی واستحکام کے لیے کوشاں ہے تو دوسری طرف اس کی سالمیت کے لیے بھی اربابِ اقتدار فکر مند ہیں۔فکرِ قائد سے روشناس کرانے میں اُردو ادب نے اپنا مستحسن کردار نبھایا ہے کہ یہ تحریریں قائداعظم جیسی جامع الصفات شخصیت کے عزم وہمت،محنت و جفاکشی،فکری اور انتظامی صلاحیتیں،نئی نسل کی فکری ونظریاتی تربیت،قومی یک جہتی اور سالمیتِ قوم،کردار کی پختگی اور آہنی عزم جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔

اُردو ادب کے باکمال شعراء ونثر نگار ہوں یا نوآموز قلم کار ''بابائے قوم'' کا تذکرہ،جذبہ حب الوطنی ملتِ اسلامیہ سے دلی وابستگی اور عظمتِ قائداعظم کی پُر عزم دلیل ہے۔یہ مستند ذخیرہ شعری ونثری ادب کی صورت میں محفوظ ہے۔وفاقی دارالحکومت، پنجاب،سندھ،سرحد،گلگت وبلتستان اور بلوچستان کے علاقائی ادب واُردو ادب میں منظوم ومنثور اظہار اس امر کی ترجمانی کرتا ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کو خراجِ عقیدت ان کے عہدِ حیات سے تاحال پیش کیا جا رہا ہے۔مثلاً ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ڈاکٹر فاروق احمد، ڈاکٹر عرفان احمد بیگ، ا؟ غا محمد ناصر،صدف چنگیزی، عابد شاہ عابد، افضل مراد، جہاں آراء تبسم بلوچی ادب کی عمدہ مثالیں ہیں۔

بلوچستان کی معروف شاعرہ محترمہ ''گلنار آفرین''،''سفینے جلا دیے''، (جنوری ۲۰۰۷ء کینوس کمیونی کیشن ۸۱۷ ریگل ٹریڈ اسکوائر) نظم ۱۴ اگست میں قائداعظم کی بازیافت کی خواہش مند نظر آتی ہیں:

صبح آزادیٔ جمہور کی منزل کے لیے
اک نیا قافلہ سالار چنا تھا ہم نے
اے وطن ، اپنے جواں خون کی سرخی کی قسم
تیرے نقشے میں نیا رنگ بھرا تھا ہم نے

ثروت اللہ قادری اپنے شعری مجموعے ''قوس وقزح'' (اشاعت ۱۹۹۷ء، ناشر احمد برادرز پرنٹرز، ناظم آباد کراچی) میں قائداعظم کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے انھیں قائد باکمال اور دورِ حاضر کے عظیم رہ نما کے لقب سے نوازتے ہیں۔

قائد اعظم وہ قائد باکمال
دورِ حاضر میں نہیں جس کی مثال
کارنامہ اس کا دائم ہو گیا
ملک پاکستان قائم ہو گیا

ادب انسانی حیات کا بہترین ترجمان اور ناقد ہوا ہے یہ انسانی شعور میں اس کی کرشماتی طرزِ فکر کا آئینہ دار ہے، شخصیت کی تعمیرِ نو، تہذیب وسماج کی تشکیل وارتقا اور اجتماعی وانفرادی کردار سازی میں اس کا کردار ابتداء سے تا حال مثبت رہا ہے۔ قائداعظم کی شخصیت بھی انھی ادبی قواعد وضوابط میں پروان چڑھی۔ مسلمانانِ ہند کے انجمادی افکار، قوت فکر ودانش کو شعوری طور پر اپنی باعمل زندگی اور مستحسن کردار سے تحلیل کر کے ان میں جرأت وآزادی کی راہ ہموار کی۔ انھوں نے سلطنت کے بعد وہ قوم جو ابِ عوام کی دلدل میں دھنس چکی تھی جو برصغیر پر ہزار سال سلطنت اور بیل میں الجھی جھاڑی کی طرح یہ اب مایوسی کی آخری منزل پر پہنچ گئی مگر اسلامی تاریخ وتنزلی کے اس عہد میں اِک مردِ مومن، مردِ آہن، عقابی روح سے ہمکنار شخصیت نے بالآخر برصغیر کی تہذیب کی اپنے افکارِ نو سے آبیاری کی اور اس سے شعور وآگہی کا ایسا چراغ روشن ہوا جو ایک آزاد اسلامی مملکت کی صورت میں منتج ہوا۔ علامہ اقبال نے انھیں اپنے کلام میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

دراصل اقبال کی نظر میں کئی صفاتِ عالیہ سے مزین، گفتار وکردار میں اللہ کی برہاں بننے والی

اس شخصیت نے جس بلند حوصلگی، تہذیب و شائستگی اور اولوالعزمی سے انگریز اور ہندو جیسی شاطر قوم کا مقابلہ کیا اس کی مثال لانا دنیائے عالم میں ناممکن ہے۔ وہ انگریزوں کی کانگرس نواز پالیسیوں سے بخوبی واقف تھے۔ نہایت ہی قلیل مدت میں انھوں نے ہندوؤں کی عیارانہ سوچ کو شکست دے کر اک آزاد مملکت کا بیج بو دیا۔

عہدِ قدیم سے برصغیر ایک کثیر اللسانی سماج کی آماجگاہ رہا ہے۔ قومی و علاقائی تہذیبوں کی ترجمان اُردو زبان و ادب میں ہر طرح کا ادب تخلیق ہوا۔ تخلیق شدہ اس ادب میں شعری و نثری اصناف، دواوین، کلیات، دستاویزات، ملفوظات، بیاضیں، تاریخیں، مخطوطات اور تذکرہ نہ صرف ہمارا سرمایہ افتخار ہیں بلکہ یہ زبان مسلمانانِ ہند کے تشخص کی علامت، تہذیب و ثقافت کی بہترین مظہر، ماضی، حال اور مستقبل کی نغمہ خواں اور سماج کی بھرپور عکاس اور اسلامی تہذیب و تمدن کی ازسرِ نو بازیافت ہے۔

اُردو ادب میں تحسینِ قائد کے ضمن میں جن قابلِ قدر شعراء کا کلام دستیاب ہوا ہے ان میں مولانا ظفر علی خاں، چکبست نرائن، میاں بشیر احمد، سلیمان ندوی اور سیماب اکبر آبادی اہم ہیں۔ ظفر علی خاں ایک طرف خطابت اور سیاست و صحافت کے روحِ رواں ہیں تو دوسری طرف اپنی لاجواب شاعری کے ذریعے تحریکِ پاکستان اور قائداعظم سے خصوصی عقیدت کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

مولانا ظفر علی خاں کی مقبول نظم ''یوم محمد علی''، جس میں وہ قائداعظم کو برصغیر کے مسیحا کا درجہ دیتے ہوئے انھیں کروڑوں دلوں کی دھڑکن اور چمنِ ہندوستان کی رنگینی کا سبب قرار دیتے ہیں:

دل کش فضا وطن کی محمد علی سے تھی
رنگینی اس چمن کی محمد علی سے تھی
اب تک لگی ہوئی جو کروڑوں دلوں میں ہے
بے تابی اس لگن کی محمد علی سے تھی

''قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ'' میں وہ ان کی پُر عزم قیادت کو 'ملتِ بیضا'' کے لیے ضروری قرار دے کر نہ صرف گاندھی پر انھیں فوقیت عطا کرتے ہیں بلکہ ان کی ایمانی قوت اور اللہ رب العزت کے ساتھ ان کا تقدیمی تعلق بھی بیان کرتے ہیں:

زیبا ہے اسے ملت بیضا کی قیادت
اسلام اسے کیا مرتبہ دے اس کے سوا اور
گاندھی کے جھکانے کی جو ہے تجھ کو تمنا
اللہ کی دہلیز پہ گردن کو جھکا اور

علاوہ ازیں اپنی نظم ''محمد علی جناح کا فلسفہ'' میں انھوں نے مہاتما گاندھی کے نظریات پر قائداعظم کو ترجیح دی۔

سیماب اکبر آبادی (شیخ عاشق حسین صدیقی) نے اپنے کلام میں قائداعظم کی خداداد صلاحیتوں، لاجواب سیاسی بصیرت، جذبہ حریت، افکار ونظریات اور قوم مسلم کے ساتھ ان کی فطری وابستگی کو موضوعِ سخن بنایا۔ ''قائد کی خوشبو'' ان کا مجموعۂ کلام اہم ہے۔ اس میں شامل نظم ''محمد علی جناح'' میں امیر کارواں، دستِ خلیل اللہ، خلیلِ ہند اور ذوالجناحی جیسے تراکیب والفاظ ایک طرف ان کی اسلام سے وابستگی یعنی مذہبی ذوق کے آئینہ دار ہیں تو دوسری طرف تاریخی شعور کی بھی بھرپور نشاندہی کرتے ہیں:

ممبئی میں اک امیر کارواں پیدا ہوا
''ذوالجناحی'' دبدبے کا پہلواں پیدا ہوا
گھر بنا دستِ خلیل اللہ سے ایمان کا
یہ ''خلیلِ ہند'' ہے معمارِ پاکستان کا

''شکریہ اے قائداعظم'' ان کی اک اور مقبول نظم ہے جس میں بابائے قوم کی حریت، دانش و حکمت اور سیاست دانی کو موضوعِ سخن بناتے ہیں:

حریت کا گیت گایا تو نے اس انداز سے
آگ نکلی خاکِ دل سے، سوز پھوٹا ساز سے
تیری دانش پر تصدق، تیری حکمت پر نثار
برہمن کی زیرکی، افرنگ کا عز و وقار
توڑ ڈالے تو نے بت اہل سیاست کے تمام
شکریہ اے قائد اعظم ترا، تجھ پر سلام

میاں بشیر احمد (متوفی ۱۹۷۱ء) نے پاک سرزمین اور قائداعظم اور پاکستان سے اپنے فطری عشق کا اظہار تحریکِ پاکستان کے لیے اپنی تحریر کردہ اس مقبول نظم میں جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے تاریخی دن منٹو پارک موجودہ اقبال پارک میں پڑھی گئی، وہ قائداعظم کی سچی لگن، خلوص، پختہ عزم، مستقل مزاجی، سیاسی بصیرت، بے مثال قیادت اور عظمت و ہمت کو خراجِ تحسین ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح
ملت ہے جسم، جاں ہے محمد علی جناح
صد شکر پھر ہے گرمِ سفر اپنا کارواں
اور میرِ کارواں ہے محمد علی جناح
رگ رگ میں اس کی ولولہ ہے قوم کا
پیری میں بھی جواں ہے، محمد علی جناح

رسا جالندھی (کبیر خان) نے نہ صرف تحریکِ پاکستان میں شمولیت اختیار کی بلکہ اپنے قلم سے ا?زادی کی شمع بھی روشن کی:

یہ ہے تری قربانی و ایثار کا صدقہ، کردار کا صدقہ
ملت تری ہستی میں ہوئی جاتی ہے مدغم اے قائداعظم
ہر لفظ ترا قوم کو پیغامِ عمل ہے اک جام عمل ہے
رتبہ تیرا اقبال کے رتبے سے نہیں کم تے قائداعظم

سید سلیمان ندوی (متوفی ۱۹۵۳ء) اپنی تخلیقات میں مسلمانانِ ہند کی حالتِ زار پر کفِ افسوس ملتے نظر آتے ہیں۔ وہ تحریکِ پاکستان اور عظمتِ قائد کے معترف تھے۔ انھوں نے قائد کی جدوجہدِ آزادی، شبانہ روز کاوش اور بے باک قیادت کو آل انڈیا مسلم لیگ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء ڈھاکہ کے منعقدہ اجلاس میں اتحاد و امن کا سفیر قرار دیا:

جب کہ داروئے وفا ہر درد کی درماں رہی
جب کہ ہر ناداں یہاں پر بو علی سینا رہا
ہر مریضِ قوم کے جینے کی ہے کچھ کچھ امید
ڈاکٹر اس کا اگر مسٹر علی جناح رہا

۲۰ویں صدی کے دیگر اُردو شعراء بھی آپ کے فکری شعور، کردار، قائدانہ صلاحیتوں، تسلیم و رضا کے پیکر کے طور پر معترف ہیں۔

یوسف ظفر (۱۹۱۴ء-۱۹۷۱ء) نے ''یومِ ولادتِ قائداعظم (۲۵ دسمبر)'' میں قائداعظم کی حق پرستی، حق آگاہی، حق شناسی اور جرأتِ نردانہ کو سلامِ عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی قوم کے لیے نجات دہندہ کے منصب پر فائز کیا ہے۔ ''اللہ کی تلوار''، ''رحلت قائداعظم ۱۱ستمبر ۱۹۴۸ء'' آپ کی مقبول منظومات ہیں۔ وہ انھیں ادا شناس محمد، وفا شعارِ علی اور خدا کی دین، خدا کا کرم، خدا کی شان، ہمارا قائداعظم، ہمارا پاکستان، مسلمانانِ ہند کے لیے سرمایہ افتخار، عزم و ہمت کے پیکر اور ایک سحر انگیز شخصیت کے مالک کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

فضائے پاک پھر گلستان کہ آج کے دن
دل و نگاہ میں ہے یادِ قائد اعظم
ادا شناس محمد وفا شعار علی
ہوائے دہر سے ملشائے دوست کا محرم

ریاض احمد قادری (متوفی ۱۹۶۵ء) نے ''ہمارے قائداعظم'' کے عنوان سے شائع کردہ اپنے اک منظوم مجموعہ کلام میں قائداعظم جیسے راست باز، پُرخلوص، پُروقار، پُرعزم، دینِ حق کے حامل،

بے باک رہ نما، بے لوث شخصیت کے مالک، ملت کے چارہ ساز، قوم کے غم گسار، عزم و ہمت کے پیکر، اقوامِ عالم کی صفوں میں ملّی وقار کو بحال رکھنے والی شخصیت، ا? پ کی بے باک قیادت، بے لوث رہ نمائی کو خراجِ عیدت پیش کیا:

وہ سچے عزم کا پیکر
وہ ہر دم کام کا خوگر
وہی تھا اک صحیح رہبر
ہمیں لایا جو منزل پر
مرے افسانہ ہستی کو اک عنوان بخشا ہے
مرے قائد نے مجھ کو رتبہ ذیشاں بخشا ہے
خراجِ الفت و عشق نظر بخشیں اسے جس نے
دلا کر ہم کو آزادی یہ پاکستان بخشا ہے

شکیب جلالی اپنے مجموعہ کلام روشنی اے روشنی میں مشمولہ نظم ''بیادِ قائداعظم'' میں انھیں عظیم لیڈر قرار دیتے ہیں:

کفِ صبا پہ مہکتا ہوا گلاب تھا وہ

خلیق قریشی تاریخ ساز شخصیت کو اپنے مجموعہ سر دوش ہوا میں بعنوان ''ملت کا خضرِ راہ محمد علی جناح''، میں قائداعظم کی فکر و دانش اور ہمت و جواں مردی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ملت کے خصر، سیل بے پناہ اور بے تاج بادشاہ کے منفرد القامات سے نواز کر انھیں مسلمانانِ ہند کے عظیم قائدین میں شمار کرتے ہیں:

ملت کا خضر راہ محمد علی جناح
بے تاج بادشاہ محمد علی جناح
جو رُک سکا نہ کفر کے کوہ مہیب سے
وہ سیل بے پناہ ، محمد علی جناح

ان کے اسی مجموعہ کلام میں ''سلام اے قائداعظم''، ''قائداعظم مغفور''، ''قائداعظم'' قابل، ذکر نظمیں ہیں۔ جن میں قائداعظم کی دانش مندی اور فکر و نظر، جرأت و بہادری کو سلام پیش کیا گیا ہے۔

آزادی کے بعد صوفی تبسم، خلیق قریشی، یوسف ظفر، اسد ملتانی، پروین شاکر، افتخار عارف، عذرا وحید، واصف علی واصف، ناصر کاظمی، پرویز ساحر، پروفیسر بخشی انور علی انور، بشیر فاروق، مجید احمد تاثیر، ریاض احمد قادری، سید انجم جعفری، جسٹس ایس اے رحمان، گلزار حسین ساگر کاشمیری، آغا محمد سعید کیان، ڈاکٹر طاہر سعید ہارون، ماجد صدیقی، احمد فراز، شکیب جلالی، قابل اجمیری، بشیر حامد، نجیب احمد،

امجد اسلام امجد، دلاور عسکری، منشا قصوری، اے جی جوش، مصباح شاذ رفیق، احمد حسین، رشک ترابی، جسٹس محمد الیاس، رحیم بخش شاہین، حافظ لدھیانوی، ظفر ابن متین اور نازش حیدر دہلوی کے علاوہ طالب قریشی نے اپنی منظومات میں قائداعظم محمد علی جناح کو اک عظیم رہنما، بابائے قوم، محسن ملت، ان کے اوصافِ حمیدہ کو بڑے خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم قیامِ پاکستان کے بعد کے مقبول ترین شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی جرأت، بے باک قیادت، ہمت وحوصلے کی نہ صرف داد دی ہے بلکہ در پردہ مسلمانوں کو ان کی عظمتِ رفتہ کا احساس بھی دلایا ہے۔ کلیاتِ صوفی تبسم میں قومی نظمیں (ص ۳۴۵ تا ۳۵۹) میں قائداعظم پر چار نظمیں، ملّی ترانے، فارسی کلام میں ''قائداعظم'' اور ''وفات قائداعظم'' اور پنجابی کی ایک نظم بعنوان ''قائداعظم'' موجود ہے۔

فردِ ناتواں، عزمِ جواں، جادۂ آزادی، منزلِ نو کا نشاں، ارضِ پاک، ذوقِ یقیں، عزم تپاں، حسن بصیرت اور حسنِ بیاں جیسی تراکیب سے یہ دونوں نظمیں مزین ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناح نے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں آزادی کا چراغ روشن کیا وہ واقعی اک بے مثال میر کارواں تھے۔ قوم میں بے تابی عزمِ جواں پیدا ہوا اور انھوں نے جادۂ آزادی کا گم گشتہ سراغ پا کر اُمتِ مسلمہ کو منزلِ نو کا رستہ دکھایا۔ وہ اپنے ذوقِ یقیں سے قوم کا لہو گرم کرنے والے تھے:

تیرے خیال سے دل شادماں ہمارا
تازہ ہے جاں ہماری دل ہے جواں ہمارا
تیری ہی ہمتوں سے آزاد ہم ہوئے ہیں
خوشیاں ملی ہیں ہم کو دل شاد ہم ہوئے ہیں
تجھ سے لہلہایا یہ گلستاں ہمارا
ہم سو رہے تھے تو نے آ کر ہمیں جگایا
پھرتے تھے ہم بھٹکتے ، رستہ ہمیں بتایا
تو رہنما ہمارا ، تو پاسباں ہمارا
رہروان را نماند راہبری
کاروان میر کاروان گم کرد
بُود چون روح در تنِ ملت
رفت و ملت متاعِ جان گم کرد
اک فردِ ناتواں آیا تواں دے کر گیا
قوم کو بے تابی عزم جواں دے کر گیا

جادۂ آزادیِ گم گشتہ کا پا کر سراغ
رہروؤں کو منزلِ نو کا نشان دے کر گیا
لب بستہ بیکسوں کو زباں دے کے چل دیا
دل خستہ بے لبوں کو تواں دے کے چل گیا
آزادیوں کی راہ کھلی ارضِ پاک میں
اس آسماں کو کہکشاں دے کے چل دیا
ذوق یقیں سے گرم کیا قوم کا لہو
ان بے دلوں کو عزم تپاں دے کے چل دیا
دیدہ وروں کو حسن بصیرت عطا کیا
نکتہ وروں کو حسن بیاں دے کے چل دیا
جسٹس ایس اے رحمان کی نظم ''قائداعظم''
اس کو نسبت اس سے جس سے محبت ہے ہمیں
آج بھی جس کی ہدایت کی ضرورت ہے ہمیں
اس زمیں سے جھک کے ملتا گنبد املاک
دفن اس میں قائد اعظم کی خاکِ پاک

اسد ملتانی (محمد اسد خاں ۱۹۰۲ء پیدائش) نے اپنی تخلیق کردہ منظومات ''محسنِ ملت''، ''قائداعظم ہمیشہ قائداعظم رہا''، ''قائداعظم کا انتقال'' اور ''جناح واقبال'' میں قائداعظم کی سیاسی بصیرت، سرزمین پاک سے سچی لگن اور ان کی بااخلاق زندگی کو موضوع سخن بنایا ہے۔ ملت پر ان کے احسانات کے علاوہ ''جناح واقبال'' میں قائداعظم اور اقبال کی فردوس میں ملاقات کو احسن طریقے سے پیش کیا۔ آپ کے صدق وخلوص، عزم واستقلال اور کامیابی کو عطائے رب کریم قرار دیتے ہیں:

قائداعظم جونہی فردوس میں داخل ہوئے
حضرت اقبال آئے ان کے استقبال کو
قائداعظم نے ملتے ہی بغل گیری کے بعد
کامیابی پر مبارک باد دی اقبال کو
سن کے یہ اقبال بولے ، آفریں ہو آپ پر
آپ ہی نے کر دکھایا حال میرے قال کو
میں نے تو ظاہر کیا تھا اک خیال اور آپ نے
جامہ تفصیل پہنایا مرے اجمال کو

آپ کی عقل جنوں پر ورد کا اعجاز تھا
رفع کرنا دوست اور دشمن کے ہر اشکال کو
کامیابی سے نوازا ہے خدائے پاک نے
آپ کے صدق و خلوص و عزم و استقلال کو

پرویز ساحر اپنے مجموعہ کلام گلِ زخم میں ''بہ یادِ قائدِ اعظم'' کے عنوان سے شامل نظم میں قائد اعظم کو یگانگت، خلوص، راست بازی، عشقِ رسولؐ میں مستغرق ایک عظیم رہ نما کا لقب عطا کرتے ہیں۔ برسرِ عالم ان جیسا کوئی نہیں آیا، بے شک انھوں نے مسلمانانِ برصغیر کو غلامی کے طوق سے بچا لیا اور یہ آزادی صرف انھیں کے توسط سے ہمیں عطا ہوئی:

تجھ سا نہ ہوا اور کوئی برسر عالم ، اے قائد اعظم
ہے اپنی مثال آپ تیری ذات معظم ، اے قائداعظم
یہ آج کا دن گویا تری یاد کا دن ہے، فریاد کا دن ہے
کرتے ہیں تجھے یاد بہ صد دیدہ پُرنم ، اے قائداعظم
تو نے ہی ہمیں طوقِ غلامی سے بچایا، یہ ملک بنایا
تیری ہی یہ دولت یہاں آزاد ہوئے ہم اے قائداعظم

بشیر حامد اپنی نظم ''قائداعظم'' میں مسلمانانِ برصغیر کی رنج والم میں ڈوبی زندگی اور محرومیوں میں پلتی انسانیت کو موضوعِ سخن بنانے پر قائد کے حضور خود کو سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔اے قائداعظم آپ سے پہلے دہر میں دستور رائج تھا تیرے آنے سے دلوں کو راحت نصیب ہوئی:

دور تک سلسلۂ رنجم و الم تھا پہلے
قلب ہر فرد کا محرومِ کرم تھا پہلے
کوئی صورت نہیں ملتی تھی کہیں راحت کی
ہر طرف دہر میں دستور ستم تھا پہلے

احمد فراز (احمد شاہ: ۱۹۳۱ء، نوشہرہ، کوہاٹ آبائی وطن، متوفی ۲۰۰۸ء)

''تیرے بعد بحضور قائداعظم'' میں پاکستان کو عہدِ حاضر میں درپیش مسائل کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ وہ پشیمان ہیں کہ اس عظیم مسیحا کی رخصتی کے بعد پاک وطن میں اخوت، ایثار وقربانی، اطاعتِ رسول اور اتحاد و یگانگت کی فضا قائم نہ رہی، اے قائداعظم تیرے بعد ہم کس رہ نما پر اکتفا کریں یہاں مادیت پرستی، ہوس پرست اور جاہ و منصب کے طلب گار لوگوں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور پاک سرزمین کی ہوائیں تیرے بعد اب سوگوار نظر آنے لگی ہیں:

پھول روتے ہیں کہا آئی نہ صدا تیرے بعد
غرقِ خوں ہے بہاروں کی ردا تیرے بعد
جاہ و منصب کے طلبگاروں نے یوں ہاتھ بڑھائے
کوئی دامن بھی سلامت نہ رہا تیرے بعد
پھر بھی مایوس نہیں آج ترے دیوانے
گوہر اک آنکھ ہے محرومِ ضیا تیرے بعد

ماجد صدیقی (عاشق حسین سیالوی) ''بنام قائد'' اور دل دل کا شہر'' میں انھیں ''طرفہ تاج دار'' اور ''مانند صبح سینۂ ظلمت میں جانشیں'' جیسے باوقار الفاظ سے یاد کرتے ہیں:

دل دل کا شہر محمد علی جناح
تھا طرفہ تاجدار محمد علی جناح
مانندِ صبح سینۂ ظلمت میں جانشیں
جوں مہر آشکار ، محمد علی جناح
نسبت وطن سے دے کے گیا ہے بیجد عشق
ماجد کا افتخار محمد علی جناح

ڈاکٹر طاہر سعید کیان نے ''قائداعظم'' میں آپ کی بے مثال شخصیت، اوصافِ حمیدہ، بے پناہ بصیرت، صراطِ مستقیم کے پابند، راست باز، پُرعزم و باہمت سیاست دان، یقینِ محکم کا بھرپور نشاں، صاف باطن، پاک طینت اور مسلمانانِ ہند کے لیے ملک وملت کے باغباں کا درجہ عطا کیا ہے۔ یقیناً اس کے کردار کی صداقت، خوش گفتاری، بے ریائی اور پارسائی سے یہ منزل آزادی سر ہوئی:

وہ جس کی گفتار سے عیاں تھی سدا سے کردار کی صداقت
وہ مرد بنیا تھا، خوب سیرت تھا، پاک طینت تھا، پارسا تھا
رہ سیاست پر جس نے چھوڑے نقوش پا اپنی راستی کے
وہ مردِ حق گو تھا، صاف باطن تھا نیک داماں تھا بے ریا تھا
وہ ملک وملت کا باغباں تھا، یقین محکم کا اک نشاں تھا
جو دشتِ پیمایہ کارواں تھا وہ اس کی منزل کا رہنما تھا

افتخار عارف اپنی نظم بعنوان ''قائد کے حضور'' میں برصغیر کی تقسیم کے بعد آزاد مملکتِ خداداد ''پاکستان'' کو درپیش مسائل کی بڑی وجہ قائداعظم کے نقشِ کفِ پا سے بھٹک جانا قرار دیتے ہیں:

بے اثر ہو گئے سب حرف و نوا تیرے بعد
کیا کہیں دل کا جو احوال ہوا تیرے بعد

تیرے قدموں کو جو منزل کا نشان جانتے تھے
بھول بیٹھے تیرے نقشِ کفِ پا تیرے بعد
مہر و مہتاب دو نیم ایک طرف خواب دو نیم
جو نہ ہونا تھا وہ سب ہو کے رہا تیرے بعد

دلاور عسکری کی قائداعظم سے محبت وعقیدت ''احساسِ زباں'' میں بخوبی نظر آتی ہے۔ان کا یہ تصور عالمِ اسلام میں مستند رہ نما رہے ہے تب تک مسلمانوں نے اوجِ ثریا کو چھوا۔ایمان، اتحاد، تنظیم، مسلسل محنت، جذبۂ ذوق وشوق اور احساسِ جرأت جیسی صفات سے مزین اس قوم نے قرآن اور غلامی......

کاش کوئی قائداعظم جیسا رہبر پھر آ کر اس قوم کو راہِ راست پر لائے:

ہم غلامان محمدؐ ہیں مگر قرآن سے دور
مل رہا ہے ہر قدم پر اپنی غفلت کا ثمر
ہم تو آئے تھے جہاں کی رہبری کے واسطے
ہو گئے محتاج غیروں کے بہ حالاتِ دگر
ہیں وسائل سب میسر عالم اسلام کو
بس نہیں اک قائد اعظم جیسا کوئی رہبر

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالقیوم نے اپنی نظم ''معمارِ پاکستان'' میں قائداعظم سے اپنی والہانہ وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے انھیں صاحبِ صدق و یقیں، حاملِ قرآن، معمارِ پاکستان، عظیم الشان انسان، مسلمان مومنوں کے میر کارواں، میر لشکر، سالارِ پاکستان اور جنت الفردوس میں اللہ کے مہمان کا درجہ عطا کیا ہے:

قائداعظم فی الحقیقت ایک عظیم الشان انسان تھا
چودھویں کا چاند وہ معمارِ پاکستان تھا
سامنے اس کی نگاہ کے اللہ کا فرمان تھا
صاحبِ صدیق و یقیں تھا حاملِ قرآن تھا

قائداعظم محمد علی جناح برصغیر کے ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں ہیں جنھوں نے انتہائی قلیل مدت میں اپنے افکار ونظریات کی بدولت اوج ثریا کو چھولیا۔اپنی پُر عزم قیادت، کردار کی پختگی، ملت کے چارہ ساز، غمگسار، رہبرِ ملت، نجات دہندہ اور اپنے خاص نظریۂ فکر اور محسن ملت، بانی قوم، بابائے قوم، اور قائداعظم جیسے عظیم القاب سے نوازا گیا۔

☆......☆......☆